

رجسٹرڈ این نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ این نمبر ۲۲۹۶

سرپنٹال
طباعہ و نشر شامی
۱۹۲۹ء



یڈیٹر مسٹر قاسم علی احمدی

انڈیا پوسٹ پیمنٹ (۷)

جلد ۱۴۱ قادیان مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۹ء مطابق ۵ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ نمبر (۱۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھ لی سیر بھون - انجام شدادی بھی دیکھ

(نقاش خفاش کیلئے)

اب ذرا دہلی میں اپنی خانہ بربادی بھی دیکھ
اپنے شاگردوں کی اے کج فہم استاد بھی دیکھ
بندہ حرص و ہوا اب ان کی صیادی بھی دیکھ
اے شکم پرور ذرا اب ان کی جلا دی بھی دیکھ
بیت حمر کی ذرا اب جا کے بربادی بھی دیکھ
اب شکارنا کی گرفت دست فولادی بھی دیکھ
اب زمانہ کے ستم اور فتنہ ایجاب دی بھی دیکھ
بھٹاک کی دیکھی ترنگ اب توت بادی بھی دیکھ
ہاں دکھائے گامزہ یہ دور آزادی بھی دیکھ
دیکھ لی سیر بھون - انجام شدادی بھی دیکھ
اے بد اندیش اپنی قومی خانہ بربادی بھی دیکھ
اب سبک دستوں کا نشتر اور نصاب دی بھی دیکھ
اب سنبھل کر بیٹھ - زور صبر فریادی بھی دیکھ

(عکاس)

شاہ جہاں آباد کی دولت کے لوٹے تھے مزے
قرطبہ میں برلن اور لندن شاگرد تھے
دبدبہ سے تیرے جن کے دست دیا مفلوج تھے
جن کو تھا جیو بٹیا کا خوف جیوتی کے لئے
شوکت و شان اُسیہ تو نے دیکھی تھی بہت
تو نے چاندی اور سونے کی جھلک تو دیکھ لی
تو نے دنیا کو دکھا دیں اپنی سب نیرنگیاں
تو نے جو پیالہ پیادہ چاہ کا بھی باپ تھا
توڑ دیں تو نے شرافت اور نجابت کی قیود
تو نے اے خفاش حق سے اپنی آنکھیں بند کیں
خانہ ایمان خالی کر کے تو نے کھربھرا
آب آتش رنگ کی مستی رہے گی تاب کے
گالیاں دے کر شریفوں کو ہوا مخطوط خوب

مبلغ افریقہ کا خط اپنے والد کے نام

میرے پیارے والد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پرسوں گولڈ کوست کے دارالافتاء آگاہیں آزا۔ سالٹ پونڈ وہاں سے ۱۱۵ میل دور ہے۔ برادر حکیم صاحب اپنی موٹر میں سوار ہو کر Harbaur تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک دن اگر میں ٹھہر کر حکیم صاحب نے Education office کے عہدے سے تعارف کرایا۔ کل صبح نو بجے وہاں سے روانہ ہو کر شام کے ۵ بجے سالٹ پانڈ گیا۔ اگر ہی میں جماعت کے پیکر ٹری کی طرف سے صدمہ لگے گا تاہم کیا تھا سالٹ پانڈ دو میل پر سیکر ٹری صاحب خود آئے اور پھر شہر سے ایک میل پر جماعت گولڈ کوست کے نمائندے اور سکول کا سٹاف اور طلباء صبح ۷ بجے کے موجود تھے۔ سیری آبد پر بنیڈ بجا یا گیا۔ عربی اور لوکل زبان میں غرض آمدید کے اشعار زخم سے تمام جماعت کے نامزدوں نے گھائے۔ ایک بہت بڑے ہجوم کے ساتھ سالٹ پانڈ کے بازاروں میں سے گزے نہایت مکمل انتظام تھا۔ بچوں اور دوسرے لوگوں کی قطاریں نہایت باقاعدگی سے چلتی تھیں۔ سب سے آگے بنیڈ تھا۔ اس کے بعد طلباء پھر جماعت پھر میں اور حکیم صاحب اور ہمارے پیچھے جماعت کے امراء۔ امراء ہم درمیان میں چلتے تھے۔ اور باقی مڑکے کے دائیں اور بائیں غرض بہت چل چل تھی۔ دیکھنا تھا اور حیران رہ جاتا تھا۔ اسی طرح ہم سکول میں داخل ہوئے۔ بھائی غیر مسلم جہان اور دوسرے

شرقا۔ ہمارا انتظار کرتے تھے۔ جماعت کی طرف سے ایک صدمہ لگ گیا۔ اور پھر دوسرا سکول کے سٹاف کی طرف سے۔ دونو ایڈریس نہایت قابلیت سے کھٹے گئے تھے۔ میں نے دونو کا جواب دیا۔ ایک ایک فقرہ انگریزی میں بولتا تھا۔ اور ترجمان افریقی زبان میں ترجمہ کر کے لوگوں کو سناتا جاتا تھا۔ ایڈریس سے پہلے اور جماعت امراء سے تعارف کرایا گیا۔ اور ایڈریس کے بعد مسلمانوں سے۔ برادر حکیم صاحب نے آخری تقریر کی۔ اور جلسہ برخاست کر کے طلباء سے مصافحہ کیا۔ اور آٹھ نو بجے شام گھر آئے۔

دس بجے کے قریب Indian Maidan ڈاک خانہ سے لائی گئی آپ کے دو خطوط شیخ صاحب کا ایک برادر بشیر احمد صاحب کا ایک اور بعض دوسرے خطوط ملے۔ جنہیں پڑھ کر بہت کچھ تسلی ہوئی۔ مجھے آپ کا کوئی خط لندن میں نہیں ملا۔

یہاں کام نے بہت اہمیت حاصل کر لی ہوئی ہے۔ گورنر تک ہمارے شن سے واقف ہے۔ یہ سب حکیم فضل الرحمن صاحب کی کوششیں ہیں اور قادر نیئر کی۔ خداوند کریم مجھے ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے۔ قریب ایک سو جہان باہر سے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انفرس میری بہت خاطر مدارات کی گئی۔ جس کا میں اپنے آپ کو ہرگز قابل نہیں دیکھتا۔ آج کل کو کوئی فصل کے بونے کے آیام ہیں۔ اور پھر یہ لوگ میرے لئے چھ روز سالٹ پانڈ میں رہے۔ کیونکہ میرا جہاز دودن لیٹ پہنچا اور راستے میں سالٹ پانڈ بندرگاہوں پر نہ ٹھہرا۔ آج صبح ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں ایک تحریک چندہ خاص کے لئے کی گئی۔

آپ یقین رکھیں۔ کہ میں ہر طرح سے بخیریت اور خوش ہوں۔ آپ سے اور دوسرے عزیزوں سے محبت رکھتا ہوں۔ دعائیں کرتا ہوں

لیکن سخت کمزور اور گنہگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میری کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اور ہر جمعرات کو باقاعدہ خط بھیجتے رہیں۔ سٹیشن کے حالات سے بھی مطلع فرماتے رہیں۔ بے بی جی اور سکینہ کو سلام علیکم۔ میں نے ان دونوں کے لئے دعائیں کی ہیں۔ سکینہ کے رشتہ کے تعلق اگر کوئی بات ہو تو اطلاع دیتے رہیں۔ (خاکسار نذیر احمد احمدی مبلغ افریقہ)

سلسلہ کی خبریں

(۱)

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت بوجہ شدت گرما ٹھیک نہیں رہتی۔ طبی مشورہ ہے۔ کہ حضور بجائے کسی پیارے پر تشریف لے جائے کہ کشمیر جائیں۔ تو قریب صحت میں بحالی ہوگی۔ کیونکہ حضور کو انٹریوں کی تکلیف اکثر رہتی ہے۔ اور انٹریوں کے مریض کو پیارے شیب و فراز پر چلنا ضرور ہوتا ہے۔ اگر زمین ہوا پر جہاں کی آب و ہوا آج کل صحت بخش ہو۔ رہیں تو نہایت مفید ہے۔ اس لئے غالباً امید ہے۔ کہ ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت حضور ۱۵ جون کو کشمیر کی طرف تشریف لے جائیں۔

(۲) ۹ جون کو جناب ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری ایک مشاعرہ کی تقریب پر قادیان تشریف لائے۔ اور رات کو بعد نماز عشاء ہائی سکول کی گراؤنڈ میں مجلس مشاعرہ منعقد ہوئی۔ جس میں مقامی شعراء نے بھی نظمیں سنائیں اور جناب حفیظ صاحب نے شامنامہ اسلام اپنی نادر تصنیف کو اپنے مخصوص لہجہ میں سنایا۔ جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ حضرت صاحب بھی اس موقع پر رونق افروز ہونے لگے۔

(۳) ایڈیٹر صاحب الفضل پر جو مقدمہ مولوی محمد یعقوب صاحب پیٹھی نے ہنگ عزت کا دائر کیا ہوا ہے۔ اسکی پیشی لاہور میں ۱۰ جون کو ہوئی۔ بوجہ شہادت استغاثہ حاضر نہ ہونے کے ۱۳ جون مقرر ہوئی۔ اور ایڈیٹر صاحب

۱۳ جون ۱۹۲۹ء بروز جمعرات بوقت ۷ بجے شام کے کس بدایت بد صاحب کا نکاح حضرت مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ امریکہ سے دو بہادر میر سید تاحلیف المسیح ایدہ اللہ بنصرہ علیہ السلام اور تھوڑے اسی باوجود کہ کچھ عرصہ پہلے سے بیمار تھے۔

۱۳ جون ۱۹۲۹ء بروز جمعرات بوقت ۷ بجے شام کے کس بدایت بد صاحب کا نکاح حضرت مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ امریکہ سے دو بہادر میر سید تاحلیف المسیح ایدہ اللہ بنصرہ علیہ السلام اور تھوڑے اسی باوجود کہ کچھ عرصہ پہلے سے بیمار تھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

فَارُوق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۹ء

فاروق کا مسیح موعود نمبر

خاص نشان میں
شائع کرنے کی تجویز

(پی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق ہون کے شاندار جلسوں اور اخبار الفضل کے خاتم النبیین نمبروں میں غیر مسلم سہبد اور عیسائی وغیرہ اصحاب نے زبان اور قلم سے نہایت اخلاص اور ہوش اور محبت کے ساتھ شمولیت کر کے اس امر کو بپا بیثبوت پہنچا دیا ہے کہ ہر ایک قوم میں جہاں ایک طبقہ بیجا تعصب اور ضد میں مبتلا ہو کر مقدس بانی اسلام کی شان میں گستاخی کا کلام کرتا ہے۔ وہاں ان میں ایک شریف اور حق پسند منصف مزاج گروہ ایسا بھی ہے۔ جو نہ صرف رواداری کو ملحوظ خاطر رکھ کر بلکہ حقیقت حالات اور حقیقت اسلام سے واقف ہو کر علی الاعلان دوسری قوموں کے اولوالعزم بزرگوں اور نبیوں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور محامد بیان کرنا باعث فخر سمجھتا ہے۔ اور اس شریف طبقہ کے ذریعہ وہ تیسرا خاموش طبقہ جو بوجہ لاعلمی اور نادانیت کے کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا اور لیکر کا فقیر رہ کر اپنے متعصب طبقہ کا اپنی خونخوئی کے ذریعہ مصدق ہے۔ اصلیت سے واقف ہو کر اس صدیوں کے تعصب اور تشطط سے جلدی نجات پاسکیگا۔ اور وہ وقت قریب آئے گا کہ ہندو مسلم دونوں محرز و موقر ہندوستانی قومیں بن کا پوری دامن کا ساتھ ہے۔ نہایت محبت اور پرہیز سے مل جل کر رہ سکیں گی۔

اس مبارک اور مقدس تحریک کی شاندار کامیابیوں کی بنا پر میں نے بعض دوستوں کے مشورہ اور تحریک کے ماتحت فاروق کا مسیح موعود نمبر

شائع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جس میں علاوہ اپنی جماعت کے بزرگوں کے غیر مسلم اور غیر احمدی منصف مزاج اور قدر شناس اور بے تعصب اہل قلم کے مضامین بھی بہم پہنچائے جائیں گے۔ اور احمدیت کے ہر ایک پیرو اور ہر ایک مسئلہ اور ہر ایک اہم اختلاف اور اعتراض اور ہر ایک اصولی اور عملی طور پر نہایت منانیت اور سنجیدگی اور شستگی سے بحث کی جاوے گی۔ علاوہ ازیں دس بارہ فوٹو بھی مختلف ضرورتوں کے ماتحت شامل ہوں گے۔ غرضیکہ اس مسیح موعود نمبر کو آنکھ اور دل دونوں کے لئے یکساں دیدہ زیب اور دلکش بنایا جائے گا۔ انشاء اللہ یہ خاص نمبر ایک طرح

احمدیت کا آئینہ ہوگا

جس میں احمدیت کے متعلق تاریخی۔ ادبی۔ علمی۔ فلسفی طور پر معلومات سکا گراں ذخیرہ جمع ہوگا۔ سردست صفحات ۸۰ تک کا اندازہ قیمت باوجود اتنی خوبوں کے قریب لاگت کے رکھی جائیگی۔ یہ نمبر ایک طرح کا نہ صرف یادگار ہی ہوگا۔ بلکہ احمدی دوستوں کے لئے ہر وقت کام آنے والا معاون و مددگار ہوگا۔ سردست اس کی تعداد دس ہزار تک شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ جس کو پورا کرنا احباب کے ذمہ ہے۔ اس مسیح موعود نمبر کے دو کام ہیں۔ ایک طیاری دوسرے خریداری۔ تقسیم کار کے ذریعہ اصول کے ماتحت ایک کام یعنی طیاری کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ مگر خریداری کو پورا کرنا احباب سلسلہ کے ذمہ ہے۔ اگر اس خاص نمبر کی طیاری ابھی سے شروع کی جاوے۔ تو انشاء اللہ اس نشان سے یہ نمبر شائع ہو سکے گا۔ جس نشان سے میری خواہش اور ارادہ ہے۔ اس لئے بغیر کسی لجاجت اور تنہید کے احباب کو ام کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ آپ صاحبان اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے خریداری کی تعداد کو پورا کرنے کی کوشش شروع کر دیں۔ تاکہ ہمیں خریداری کی فکر مجھے اس کی طیاری سے سست یا پریشان نہ کر دے۔ نیز علاوہ خریداری کی اطلاع کے مزید مفید مشورہ سے بھی خاکسار کو مطلع کریں۔ جو اس خاص نمبر کی ظاہری و باطنی دیپٹی اور خوبصورتی میں اضافہ کا موجب ہو۔ اور مضامین کے متعلق بھی اپنی اپنی حیثیت رائے سے مطلع فرمائیں۔ کہ کیا کیا مضامین اس خاص نمبر میں ہوں۔ میں انشاء اللہ اس کے متعلق ہر ایک امر کو ناظرین فاروق کے سامنے پیش کرتا ہوں گا۔ میں اپنے خاص احباب کو عموماً اور انجیم میر محمد اہلبیل صاحب مولیٰ سرجن کیمیل پور اور محمد وحی خان صاحب ذوالفقار علی خاں گوہر اور مکی حافظ مختار احمد صاحب دھیمی شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم و عزیزم مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ حنیف و جی فی اللہ مولوی اللہ داتا صاحب مولوی فاضل جالندھری خصوصاً اس نمبر میں قلمی امداد بندہ یہ نظم و شرو و ترتیب مضامین

۲۔ جون کے جلسوں کی کامیابی

اور

حاسدوں کی نامرادی

(از فخر ملتانی)

۱۔

۲۔ جون کے مقدس جلسوں میں روک ڈالنے کے لئے حاسدوں کے نامراد کردہ نے جگہ بہ جگہ جس طرح اپنی ناکام سعی اور ناک و دو سے کام لیا۔ وہ کوئی نئی چھپی بات نہیں۔ یا وہ جو دغیر احمدیوں کے گھسانے۔ اختلافی مسائل کو پر زور طریقے سے بار بار لیکچروں اور تحریروں میں پیش کرنے اور بعض جگہ مسجد کے ملاؤں کو پگڑی اور نقدی کے تھیل پیشکش دینے اور مبارک جلیے ذیل اور ذیل اور گزے اور خبیث اعتبار کے پونڈ کے پونڈ سے فتنہ بلڈنگ لاہور سے مفت تقیم کرنے نہیں جن کی مخفی صورت میں اور کہیں لہذا الخطب کی شکل میں ظاہر ہو ہو کر غریبہ شخصوں اب اور ناخوں تک اور پنجابی محاورہ کے مطابق تک زور لگا کر دیکھ لیا۔ کہ کان امر اللہ مفعولاً۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال اور جلال کے اظہار اور فضائل اور محامد کے اذکار نہایت شاندار طور پر بیگانوں اور بیگانوں کی زبانوں اور قلموں سے آشکار ہوئے۔ اور ساتھ کے ساتھ حاسد فی الشار ہوئے۔ حق کا بدل مال اور باطل کا ہر جگہ منہ

عاشقان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان نامراد اور شریر حاسدوں کی اس فتنہ زحرکات پر خواہ مخواہ میں بھیجیں ہوتے ہیں۔ مگر وہ جانتے نہیں کہ

گروہ بد سے در مقابل روئے گروہ خیر

کس چہ دہشتہ جمال شاہد گلفام را

غیر مسلموں کا اخلاص ان کے لئے منہ والوں

کی موجودگی میں ہی تو اس درختہ گوہر کے نور کے پر تو کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ خدا نے ان کے لئے منہ والوں کو جو اپنے تئیں کلمہ گو کہتے ہیں فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے بکلی محروم رکھا ہے۔ مگر ان غیر مسلموں کو جنہیں یہ کلمہ گو کافر مشرک اور دشمن رسول قرار دیتے ہیں۔ خدا نے قدوس نے توفیق دی۔ کہ انہوں نے خاص محبت جوش اور اخلاص سے پبلک پبلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بلا خوف و ہمت لائٹ اپنے ہم مذہبوں کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کیں۔ اور ایسے مستحکم اور مستقل طور پر بین الاقوامی رواداری کی زبردست بنیاد کھڑی کرنے میں مدد و معاون بنے۔ جس کی فی زمانہ اشد ضرورت ہے۔

تیرہ سو برس کی پیشگوئی | تیرہ سو برس قبل خدا نے قدوس

اپنے برگزیدہ انسان سے فرمایا ہے۔ رفعا لکھ کوک۔ اب جو بھی اس امر مقتضیات کے پورے ہونے میں روک بٹتا ہے۔ وہ گو با خدا سے مجاہد اور مقابلہ کرتا ہے۔ اور جو اس مقدس نوشتہ کی تکمیل میں اپنی جان و مال عزت و آبرو اور حال و قال سے مدد کرتا ہے۔ وہ کسے باشد خواہ ہندو ہو یا عیسائی مسلم ہو یا سوسائٹی خدا کے حضور اس کلمہ گو حاسد سے بدرجہا افضل ہے جس کی کالی زبان فضائل نبوی کے بیان کرنے سے نہ صرف قاصر بلکہ دوسروں کو روکتی ہے۔ پس ایسے کالی زبان والے حاسدوں کو اپنی ناکامی اور نامرادی دیکھ کر اور پھر اس کے مقابل حضرت سرور کائنات کی رفعت ذکر اس طرح لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کے درمیان ہوتے ہوئے مد نظر رکھ کر لاہور کے گندہ نالہ میں سر کے بل ڈوب مرنا چاہیے۔

مچھ رہا ہر اہل پیغام کی کذب بیانی | تعجب آتا ہے

کہ باوجود اس قدر وسیاہی کے پھر ان حاسدین کا

نمائندہ اپنے تازہ ناکام پیغام میں سیاہ نویسی کرتے ہوئے کس قدر دیدہ دلیری سے ۲۔ جون کے جلسے اور خلیفہ قادیان کی ابلہ فریبیاں کی سرخی کے ماتحت صریح کذب بیانی کرتا ہے۔ کہ:-

اس سوال کو ہم نے عہد ۲۔ جون کا دن گذر جانے کے بعد اٹھایا ہے۔ کہ اس کو قادیانی جلیوں میں رختہ اندازی کا موجب نہ سمجھا جائے۔ اس کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کہ ہم ایسے جلسوں کو ناکام بنانے یا ان میں کسی قسم کی رختہ اندازی کرنے کی کوشش کریں۔ (پیغام، جون)

اس سیاہ نویسی کی مندرجہ بالا صریح کذب بیانی ہی ہماری صداقت پر کافی دلیل ہے۔ حاکم وقت پاگل نہیں تھے۔ کہ خواہ مخواہ راہ لینڈی کے حاسدین پر ۲۔ جون کے جلسہ کے وقت دفعہ ۱۴ لگا دیں۔ پشاور کے جلسہ میں جن گدھوں نے گدھے چھوڑے یا چھڑوائے وہ پیغام کی اس کذب بیانی پر ضرور ریگیتے۔ پھر جلسہ لاہور میں حاسدین کے استاد اول آکا ظفر علی خاں کے بد لگام اور شور و پششت پھوٹوں کی پشت پناہی اور طل پناہی میں ساکنین نافز جام بلڈنگ عصمت بی بی از پیادری کے زیر کمانڈ کھڑے ہو کر دروغواکی ڈیوٹی بجالاتے رہے۔ وہ پیغام کے اہلوں نے کان کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ خلیفہ قادیان نے تو ابلہ فریبی کیا کرنی ہے۔ اس نے تو ہندوستان بھر کے داناؤں اور معززین اور شرفاء کو اس تحریک کے ذریعہ رواداری کی ایک ایسی سنرل پر لاکھڑا کیا ہے۔ جس پر قرآن کا منشا تھا۔ قرآن کے لانے والے کا منشا تھا۔ پھر قرآن کے آخری عظیم الشان خادم کا پروگرام تھا۔ اس مقصد کے لئے سینکڑوں لیڈر سرپیٹ کر مر گئے۔ حاسدوں کے سرکردوں نے بڑی بڑی ایمانی قربانیاں کر کے اس مقصد عظیم اور ضرورت وقت کو پورا کرنے کے لئے بار بار سرپیٹا۔ مگر تاہم ناکام رہے۔ آخر خدا نے علیم نے مامور زمانہ کے اس عظیم الشان خلیفہ کے ذریعہ اس مقصد عظیم

کی بنیاد رکھی۔ اسے اس کے دشمنوں، رواد اور چھاتی اور سر کو پیٹو۔ اور کھسیانی بی کی طرح کھینے نوچو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا ہو کر رہیگا۔ کیونکہ درغنا لک ذکر کٹ نوشتہ الہی ہے۔

گذشتہ سال ہزار کے ۲۸ سے ۲۹

میں کا میابی

قریب ہو گئے۔ الفضل کا خاتم البین نمبر گذشتہ سال ۷ ہزار تھا۔ تو اب کے سال پہلے سے زیادہ بہتر اور تعداد میں سولہ ہزار شائع ہوا ہے۔ اللہم زد فزد۔ مگر فزا دھم اللہ موصفاً۔ یاد رکھو۔ کہ دنیا بھر کے دانا اور شریف اور امن پسند لوگ سب اس مقدس تحریک میں خلیفہ قادیان کے ساتھ ہیں۔ اور تمہاری طرح ظن السوء میں مبتلا ہو کر شقاق و اذنی کے وارث نہیں بنے ہوئے۔ کہ گویا خلیفہ قادیان سیرت نبوی کے جلسے اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ لوگوں سے چندہ بٹور کر لاہور کے حجاز ریلوے سٹیشن کی طرح یا کرم آباد کے تاج محل کی مثل یا قند گڑھ لاہور کے زوال بلدنگ کے مانند لوگوں کے گوشت اور پوست سے کوئی سربضک عمارت کھڑی کریں۔ دنیا اندھی نہیں۔ سب کچھ دیکھ رہی ہے آکا ظفر علی خاں کو تو حاسدوں نے بار بار چندے اور منڈے کا فکر لگا دیا۔ وہ اپنے اخبار ناہنجار میں بار بار یہی رنگ لپٹا رہا۔ اور بار بار یہی کچے گھرے گھرے تار ہا۔ کہ خلیفہ قادیان ۲۷ جون کے جلسہ میں میری طرح روپیہ بٹور کر لے جائے گا۔ اور میں لفظ طمع اور حسد کا مجسمہ رہ جاؤں گا۔ حالانکہ ہاری طرف سے ہار بار قول سے اور فعل سے یقین طلبا گیا۔ کہ چندہ کا میدان آکاؤں باکاؤں کے لئے خالی ہے۔ مگر ان کو کچے یقین آتا۔ ان کو یہ روز بد نظر آ رہا تھا۔ کہ قادیانیوں کا کام نمایاں ہو گیا تو ہمارے جھوٹے پروپیگنڈے سننے ہو جائیں گے اور ہمارے فنڈوں اور پھندوں کی قلعی کھل جائیگی مگر روشن رکھو۔ اور کان کھول کر سن رکھو۔ کہ ہم

باوجود تمہارے بلکہ بار کے مخالفانہ پروپیگنڈا کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

ہمارا مقصد دلی اور پیغام کی بیکی

ہم خدا کو حاضر و ناظر جانکر کہتے ہیں۔ کہ ان جلسوں سے ہمارا مقصد محض اور محض دنیا کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عامہ پیدا کرنا تھا۔ اور اس مقدس سوراخا منیو کے کسوف کو در کر کے حقیقی نور اور روشنی دنیا پر ظاہر کرنی تھی۔ سو خدا کے فضل سے ہم اس مقصد میں بہت حد تک کامیاب ہیں۔ احرار الحاسدین کا گروہ بھی المود یقین علی نفسہ کے مطابق سچا ہے۔ اور ایک حد تک معذور ہے۔ البتہ ہمیں اس امر کا انوس ضرور ہے۔ کہ حاسدین کے نمائندہ پیغام نے تمام ان شرفاء اور معززین اور انصاف پسند مخلوق کو ابد قرار دیا ہے۔ جنہوں نے حضرت خلیفہ قادیان کی اس مبارک تحریک سے اتفاق کیا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ اس کے برعکس ہے ایڈیٹر پیغام خود اس فعل شنیع کا مرتکب ہو رہا ہے۔ کہ اب جب کہ اس نے خلیفہ قادیان کی تحریک کی نمایاں کامیابی دیکھ لی ہے۔ تو اپنے سادہ لوح ہمنواؤں کی آنکھ میں اس طرح دھول ڈالنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ کہ میاں صاحب تو غیر از جماعت لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں ان کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ مرزا صاحب کو نبی سمجھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے انکو کیا حق ہے۔ کہ وہ حضرت خاتم النبیین کی سیرت پر جلسے کرائیں وغیرہ وغیرہ۔ پیغام کی کیا زبردست دلیلیں ہیں۔ جو اپنا جواب آپ ہی ہیں۔ اسی کے مطابق کہی گئے کیا خوب کہا ہے

چہ خوش گفت است سعدی در زینجا
الایا ایہا الساقی اور کاسا و ناوہا
اہل پیغام تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اگر

گروہ حاسدین اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع والجماعت کو غیر از جماعت جیسا مکروہ جملہ کہہ کر کافر ٹھیرا دے۔ تو وہ معصوم کی معصوم۔ اور ہم اگر مرزا صاحب کو نہ ماننے والے کے اپنے اقرار انکار کی وجہ سے نفوی معنوں کے مطابق عربی زبان میں کافر کہیں۔ تو ہم گردن زدنی۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ایک نکتہ خاکسار کے دل میں ڈالا ہے۔ جو چشم بصیرت رکھنے والوں کے لئے بیان کر دیتا ہوں۔ کہ جب اہل پیغام حضرت مرزا صاحب کو شرعی اصطلاح میں نہیں بلکہ نفوی معنوں کی بنا پر نبی قرار دیتے ہوئے لابی کے برابر سمجھتے ہیں۔ تو اسی طرح اور بالکل اسی طرح ہم بھی نفوی معنوں کی بناء پر مرزا صاحب کے منکروں کے نہ ماننے کے جملہ کا عربی میں ترجمہ کفر کرتے ہیں۔ پس اگر اہل پیغام کے نزدیک نفوی معنوں کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔ اور بہت کے معنی نیست کے ہوتے ہیں۔ تو پھر ہمارے نفوی معنوں پر اتنی دایلا کر کے کیوں آسمان کو سر پر اٹھا لیا گیا ہے۔ ہم احمدیوں نے تو کفر نفوی معنوں میں نہ ماننے والوں پر چسپاں کیا ہے۔ مگر اہل پیغام نے ایک طرف تمام قوموں کے بزرگوں اور شریفوں اور مسقف مزاح لوگوں کو ابلہ اور بیوقوف قرار دیا ہے۔ کہ انہوں نے خلیفہ قادیان کی تحریک کو کیوں لیبک کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کئے۔ اور دوسری طرف تمام کلمہ گو مسلمانوں کو جو اہل سنت والجماعت اور امامیہ جماعت کہلاتے ہیں۔ غیر از جماعت کہہ کر گویا غیر مسلم اور کافر قرار دیا ہے

وہ ملزم ہم کو کہتا تھا قصور اس کا نکل آیا
اے احمدیہ بلڈنگ لاہور کے ساکنین بزرگوں اور
اور دوستوں۔ خدا را غور کرو۔ کیا ان پابازوں سے
خدا کو دھوکہ دے لو گے۔ چالیس کروڑ کلمہ گو
مسلمانوں کو غیر از جماعت جملہ جو معنا اور لفظاً
کافر کے مترادف ہے۔ بلکہ مفہوم میں اس سے بھی
زیادہ سخت اور دلآزر ہے۔ ایسا خطرناک نفوی

ہے۔ جس کی تفصیل کی طرف اگر جماعت والے مسلمانوں نے کبھی ذرا بھی توجہ کی تو پھر پیغام والوں کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اپنے اس فتویٰ پر اور نظر ثانی کر کے غیر از جماعت والا ایجاد بندہ جد ترک کر کے ایک ایسا فتویٰ قائم کریں جو اپنوں اور بیگانوں پر یکساں استعمال ہو۔ اور غیر از جماعت والی "غیر نبی" جو مسلم و غیر مسلم کی غیریت کی طرح ہے۔ درمیان سے بالکل اٹھ جائے۔ تو پھر ہم بھی سمجھ لیں گے کہ اہل پیغام کا دل اور زبان ایک ہے۔ ورنہ اس وقت تو وہ سراسر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

غیر از جماعت کا جنازہ | بھی پیغام صلح کو حضرت امیر ایدہ اللہ مولوی محمد علی صاحب کے اسوہ ڈھوڑی کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ابھی گذشتہ سال کا نازہ واقعہ ہے کہ ڈھوڑی میں ایک غیر از جماعت اہل سنت و الجماعت معزز شخص جس نے دست غیب سے ان غیر از جماعت کا فتویٰ لگانے والوں کی کافی مدد دی تھی۔ قضائے الہی سے مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی ڈھوڑی میں فوت ہو گیا۔ جنازہ کے لئے مولوی محمد علی صاحب کو کہا گیا کہ پڑھیں۔ مگر ایڈیٹر پیغام ذرا قبلہ محمد علی صاحب سے بذریعہ تار ہی دریافت فرما کر اخبار میں شائع کر دیں کہ کیا انہوں نے اس کلمہ کو غیر از جماعت اہل سنت و الجماعت انسان کا جنازہ پڑھا؟ ہاں اس کا نگاہ پر ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا کیا قبلہ مولوی صاحب کے سامنے جنازہ پڑھانے والے امام کو بھی پیش کر کے اقرار صالح نہیں لیا گیا تھا۔ کہ وہ امام حضرت مرزا صاحب کو مسلمان سمجھتا ہے۔ باوجود اس اقرار صالح کے سننے کے پھر بھی قبلہ امیر نے جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔

ختم نبوت کی حقیقت | باقی رہا نبوت کو مسئلہ اس کے متعلق ہم متعدد مرتبہ اقرار کر چکے ہیں کہ اس مسئلہ میں ہم حرف

بہ حرف قبلہ امیر ایدہ اللہ کے مذہب پر ہیں۔ جو کچھ قبلہ محمد علی صاحب قادیان کی سکونت کے زمانہ میں ہم کو تعلیم و تلقین فرما گئے ہیں۔ اس سے ایک انچ بھی ادھر ادھر ہٹنا موجب شران و تباہ سمجھتے ہیں۔ وہی نبوت اور وہی ختم نبوت ہم مانتے ہیں۔ جو قبلہ مولوی محمد علی صاحب ریو یو میں سینکڑوں مرتبہ بالتفصیل رقم فرما چکے ہیں۔ اعادہ لا حاصل ہے۔ عاقل را اشارہ کافی ست۔ ہاں بے شک آپ بھی ہماری تقلید میں قرآنی الفاظ کو جھوڑ کر "نبی نبی" نہر نکالیں۔ اور خوب دل کھول کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان کریں۔ اور نہ صرف آپ ہی بلکہ دیگر تمام رسائل اور اخبار بھی اس مقدس کام کو کریں۔ ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔ اس سے ہمارا منشا حاصل ہے۔

(باقی آئندہ)

تحفہ مستربان

(۱۰۰)

مستربان شین سویاں کے ذریعہ اہل پیغام و دیگر دشمنان اسلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے امام کے خلاف اپنی پوری کوشش صرف کر دی ہے۔ اور مستربوں کے نام سے ایسے اشتہارات اور اخبارات شائع کرائے ہیں۔ جن سے بعض کمزور اور ناپاک فطرت لوگوں پر اثر ہونے کا احتمال ہے۔ پہلے تو کچھ اشتہار مستربوں نے شائع کئے۔ پھر ایک اخبار پیغام باطل نکالا۔ جو چند دن میں ہی نامراد رہ کر اپنی موت مر گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا غلاظت کا جیتھڑا "مباہلہ" نام کا ماہوار اخبار جاری کیا۔ جو وہ بھی سسک کر دم توڑ رہا

ہے۔ لیکن اس کی غلاظت پھیلانے میں مستربوں اور ان کے حامیوں نے ابڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے۔ اور مستربوں کا یہ کیراٹھا دعویٰ جو انہیں کی طرح بکثرت بیرونجات میں پھینچ رہا ہے۔ اس متعدی مرض کے لئے خدا کے فضل سے ایسا انجکشن (ٹیکہ) تیار ہو گیا ہے جس کی ایک پچکاری سے "مباہلہ" کے تمام زہریلے کیرے فنا ہو جاتے ہیں۔ اور اس ٹیکہ کا نام تحفہ مستربان ہے۔ جس میں مستربوں کے تمام اشتہارات اور اخبارات اور اعتراضات و الزامات کے تحقیقی اور صحیح جوابات عقلی و نقلی قرآن و حدیث و اقوال مسیح موعود علیہ السلام اور افعال انبیاء کرام سے مکمل مفصل مدلل درج کر دیئے ہیں۔ چونکہ مستربوں کے مرض متعدی سے بعض سادہ لوحوں کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ تحفہ مستربان کو بغرض تقسیم نہایت ہی تھوڑی قیمت پر جو اصلی لاگت سے بھی کسی قدر کم ہے فروخت کیا جاوے۔ لہذا بیرونی احباب کو چاہیے کہ جہاں جہاں "مباہلہ" وغیرہ مستربوں کے اخبارات اشتہار پہنچے ہیں۔ وہاں وہاں خاص طور پر تحفہ مستربان کی کاپیاں حسب حیثیت منگاکر مفت تقسیم کریں۔ اسکی اصلی قیمت ۵ روپے۔ لیکن اب بغرض تقسیم مفت صرف ۲ روپے کر دی ہے۔ اور ایک سو جلد کی قیمت بارہ روپیہ آٹھ آنہ۔ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ احباب بہت جلد دی پی منگاکر لوگوں میں تقسیم کر کے ثواب حاصل کریں۔ نوٹ: ایک روپیہ سے کم کا کوئی دی نہ ہوگا۔

مکمل کا پیچھا: (مسترب و غیر فاروق قادیان۔ پنجاب) ...

احمدی ڈاکٹر

اور

آریہ پنڈت کا مکالمہ

گذاشتہ سیمپوسٹ

(۱۰)

اس پر میں نے عرض کیا۔ پنڈت جی مجھے بھی آپ کے ایشور پر کئی اعتراض ہیں۔ کہ وہ محدود ہے۔ جسم رکھتا ہے۔ محدود جگہ پر رہتا ہے۔ احمدی۔ اول دوا سپرنا کا منتر پیش کر کے۔ اس کا ترجمہ ستیا رتھ پرکاش میں سوامی دیانند نے یہ لکھا ہے۔ کہ دو پرول والے جانور ایک درخت پر بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک ایشور اور دوسرا روح ہے۔ اور وہ درخت پر کرتی ہے۔ پر کرتی محدود ہے۔ پس آپ کا ایشور محدود ہوا جسم ہوا جو کہ قابل اعتراض ہے۔ دوسرے درخت پر بیٹھنا ایک قابل رحم حالت ہے۔ جو کہ بہت ہی بے آرامی کی طرف اشارہ ہے۔

دوم۔ رگوید آدمی بھاشا بھومکا میں سوامی جی نے ایک منتر لکھا ہے۔ اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ براہمن اس کا منہ۔ کھتری بازو۔ دیش۔ ناف۔ شودر پاؤں ہیں۔ اس سے بھی ایشور کا محدود اور مجسم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سوم۔ بحوالہ بھومکا۔ سورج چاند اسکی آنکھیں خلا اس کا پیٹ۔ زمین اس کے پاؤں ہیں۔ چہارم۔ مدن ایشور سنہری کوچ کو پنتا اور تخت پر بیٹھتا ہے۔

چیم۔ پرش سہسہ شیر شا۔ . . . الخ یہ بھی حوالہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ جس میں آتا ہے کہ اس کی ہزار آنکھیں ہزار سر پاؤں وغیرہ ہیں۔ اس سے بھی ایشور محدود اور مجسم ظاہر ہوتا ہے۔ خواہ دس لاکھ ہاتھ ہوں۔ کیونکہ تعداد حد بندی

پر دلالت کرتی ہے۔ یہ بھی حوالہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس وقت صرف چار ہی پیش کئے گئے۔ رقت کی تنگی تھی۔

ان حوالہ جات سے ثابت ہے۔ کہ آپ کا ایشور مجسم اور محدود ہے۔ مجسم اور محدود ہونے پر ہوا اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ وہ سب آپ کے ایشور پر وارد ہوتے ہیں۔ اور سب آپ کے ایشور پر پڑتے ہیں۔ نہ کہ قرآنی خدا پر۔

اس پر تمام معززین نے پنڈت جی سے کہا۔ اب آپ ان کو حل کریں۔

پنڈت جی۔ پہلے منتر میں جو جانوروں کا ذکر ہے یہ غلط ہے۔ منتر میں جانوروں کا ذکر نہیں پس جب جانوروں کا ذکر نہ ہوا ایشور نہ ہوا۔ اور وہ محدود نہ ہوا اعتراض باطل۔

احمدی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یہ ترجمہ سوامی دیانند کا ہے۔ کہ آپ یہ فرمادیں۔ کہ یہ ترجمہ غلط ہے۔ میرا یا کسی غیر آریہ کا نہیں بات ختم ہو جائیگی دوسرے یہ لفظ سپرنا موجود ہے۔ جس کے معنی پرول والے کے ہیں۔ اور وہ سوامی جی نے پرول والے جانور ہی کئے ہیں۔ اور درخت پر بیٹھنے کا ذکر بھی جانوروں کو ہی ظاہر کرتا ہے۔ پس ایشور محدود ہے۔

پنڈت جی۔ اس پر پنڈت جی الجہن میں پڑ گئے نہ تو سوامی جی کے معنی غلط قرار دیں۔ اور نہ اعتراض اٹھا سکیں۔ یونہی کہے جائیں۔ کہ یہ اعتراض غلط ہے۔

ڈاکٹر ودیگر معززین۔ اس موقع پر ڈاکٹر صاحب ودیگر معززین بولے۔ کہ پنڈت جی یہ کوئی بات نہیں۔ کہ جب وہ ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ اور منتر میں سے لفظ پیش کرتے ہیں۔ اور اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ نہ تو اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔ اور نہ ہی ترجمہ غلط قرار دیتے ہیں۔ کوئی اصولی بات کریں۔ اس پر پنڈت جی سچیدگی میں پھنس گئے۔ پنڈت جی حیران ہو گئے۔ میں نے

یہ حالت دیکھ کر کہہیں ایسا نہ ہو۔ پنڈت جی بحث ہی بند کر دیں۔ عرض کیا پنڈت جی اگر آپ چاہیں۔ تو اس کا کوئی حل میں بتا دوں۔ پنڈت جی۔ ہاں آپ ہی بتائیں۔ اس کا کیا حل ہے؟

احمدی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آپ یہ فرمادیں۔ کہ یہ انکار یعنی استغارہ ہے۔ وید میں ایسے استعارہ پائے جاتے ہیں۔ چلو بات ختم ہوئی۔

پنڈت جی و معززین۔ خوب ڈاکٹر صاحب آپ نے بات ہی حل کر دی۔ کوئی جھگڑا نہ رہا۔

احمدی۔ پنڈت جی کا میرے اعتراض کو اٹھا نہ سکتا۔ اور میرے ذریعہ سے یا یوں کہو۔ میری رہائی دینے سے ہی رہائی پاتا یہ ان کی شان کے نمایاں نہیں تھا۔ میں نے یہ اس لئے کیا۔ کیونکہ پنڈت جی کا رخ مجھے بحث بند کرنے کا نظر آتا تھا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ میں آریہ سماج کی نجات پر اعتراضات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ جواب دیں۔ پنڈت جی۔ نہیں نہیں آپ اعتراض نہ کریں۔ میں اور سوالات کروں گا۔

احمدی۔ پنڈت جی یہ انصاف نہیں۔ آپ نے بحث پہلے مسئلہ نجات پر جاری کی۔ میں نے جواب دیئے۔ پھر آپ نے ایک اور مسئلہ شروع کر دیا۔ اس کے بھی میں نے جواب دیئے۔ اب آپ مجھے وقت دیں۔ تاکہ میں سوالات کروں۔

پنڈت جی۔ ڈاکٹر صاحب مجھے آپ اور وقت دیں ضرور دیں۔

احمدی۔ انہوں نے اصرار کیا۔ میں نے وقت دیدیا۔ پنڈت جی۔ آپ مانتے ہیں۔ کہ روح اور مادہ کو خدا پیدا کرتا ہے۔ بتائیے کیسے پیدا کرتا ہے کس چیز سے پیدا کرتا ہے۔ کیا اپنے میں سے پیدا کرتا ہے۔ مادہ کے آخری اجزاء انہو سے ہیں۔ وہ تو قابل تقسیم نہیں۔ مفرد ہیں۔ فنا بھی نہیں ہو سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ جو چیز تقسیم نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ نیست تھی پھر هست

ہوئی۔ نیست اور ہست ہونا اس میں پایا جاتا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ پس خدا روح و مادہ کو نہ تو نیست کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی ہست کر سکتا ہے۔ پس اسی لئے روح ابدی ہے۔ اور آپ بھی ابدی مانتے ہیں۔ اگرچہ ازلی نہیں مانتے۔ اگر ازلی نہیں۔ تو ابدی کیسے ہو سکتی ہے۔ ایک کنارے کے دریا والی مثال ہے۔

احمدی۔ آؤ یا اجزا ولا تجز۔ آپ کا یہ فرمانہ کہ آؤ قابل تقیم نہیں مفرد ہیں۔ اس لئے قابل فنا نہیں۔ یہ دلیل غلط ہے۔ کیونکہ آپ یہ مانتے ہیں۔ کہ آؤ ایک نہیں بلکہ ایک سے زیادہ ہیں۔ جب ہم کہیں کہ یہ دو یا تین چیزیں ہیں تو ایسا ہم تب ہی کہہ سکتے ہیں۔ جب ان چیزوں کی ہستیوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ کرینگے۔ کسی چیز کو ہستی کے رنگ میں ایک دوسرے سے جدا تب ہی کر سکتے ہیں۔ جبکہ اس میں امتداد ثلاثہ یعنی طول عرض عمق مانیں۔ جس چیز میں امتداد ثلاثہ پایا جائیگا۔ وہ قابل تقیم اور محدود ہو جائیگی۔ اس کی عددی تعین ہی اس کو محدود اور قابل تقیم ثابت کرتی ہے۔ ازالہ۔ مصدر جہ بالاد جومات کی بنا پر کسی کو یہ دوسرے نہ گذرے۔ کہ خدا بھی ایک ہستی ہے اس میں بھی امتداد ثلاثہ ہوگا۔ اور وہ بھی قابل تقیم اور محدود ہوگا۔ یہ دوسرے غلط ہے۔ ہم خدا کی ذات کو امتداد ثلاثہ سے بہتر مانتے ہیں۔ کیونکہ اس کی ذات محدود نہیں۔ امتداد ثلاثہ محدودیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے متعلق یہ کہنا۔ کہ یہ اس کا طول ہے اور یہ عرض بھی کہا جاسکتا ہے کہ پہلے ہم عرض اور طول دونوں کو محدود کر کے ناپ لیں۔ ورنہ طول عرض جس میں گولائی قطر وغیرہ شامل ہیں۔ کچھ معین نہیں کئے جاسکتے۔ اور ہم خدا کی ذات کو لا محدود مانتے ہیں۔ پس امتداد ثلاثہ کا اس کی طرف منسوب کرنا ہی غلط ہے۔ شاید کوئی یہ کہے۔ کہ جب آپ کہتے ہیں۔ کہ روح مادہ اور خدا اب تینوں موجود ہیں۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔

کہ آپ تینوں کے درمیان حد بندی کرتے ہیں۔ تبھی تینوں کی علیحدہ علیحدہ ہستیاں تسلیم ہو سکتی ہیں۔ اس سے خدا میں امتداد ثلاثہ کا پایا جانا ظاہر ہوتا ہے۔ ازالہ۔ ہم بے شک تین الگ ہستیاں مانتے ہیں۔ جیسا کہ ایک جگہ تین چیزیں ہوں۔ مثلاً مینر کرسی اور ہوا۔ ہم کہیں کہ یہ تین چیزیں ہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہوا بھی مینر اور کرسی کی طرح ہی محدود ہے۔ اور چھوٹی چیز ہے۔ اگرچہ ہوا محدود ہے۔ لیکن مینر کرسی کی نسبت وسیع یا غیر محدود ہے۔ اس رنگ میں تین اشیاء کی الگ الگ ہستیاں قائم کی جائیں گی۔ اگرچہ ہوا کی مثال بھی ناقص ہے۔ کیونکہ گویا مینر کرسی کی نسبت وسیع اور غیر محدود ہے۔ لیکن فی الحقیقت محدود ہے۔ ہم روح مادہ اور خدا میں ایسا فرق ہرگز نہیں مانتے۔ یہ تو سمجھانے کی آسانی کے لئے مثال دی ہے۔ اور خدا کی اس پہلو میں کوئی کامل مثال نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ سوائے خدا کے کوئی چیز لا محدود نہیں۔ اگرچہ بعض چیزیں ایک دوسری کی نسبت وسیع اور لا محدود ہیں۔ پس خدا کو دوسری اشیاء سے علیحدہ اس کی ذات لا محدود کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ ذکہ امتداد ثلاثہ کے لحاظ سے عبدالحق پس آؤ قابل تقیم اور محدود ہیں۔ ازلی اور مفرد نہ ہونے۔ دوم آپ کا یہ عقیدہ کہ جو چیز نہ ہو۔ وہ ہست نہیں ہو سکتی۔ مثلاً جو چیز کسی چیز میں نہ ہو۔ وہ اس سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ سوامی جی نے بتایا تھا میں سانپ کی برمی کی مثال دی ہے۔ کہ کوئی اگر کہے۔ کہ یہاں سانپ برمی میں نہیں تھا۔ اور نکل آیا۔ بات غلط ہے۔ کیونکہ جو چیز برمی میں نہیں۔ وہ وجود میں ظہور میں کیسے آسکتی ہے۔ آپ یہ مانتے ہیں۔ کہ یہ تمام دنیا انووں سے بنتی ہے۔ اس دنیا کی اشیاء میں امتداد ثلاثہ پایا جاتا ہے۔ جس سے انووں میں امتداد ثلاثہ کا پایا جانا لازم اور نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر انووں میں یہ امتداد ثلاثہ نہیں پایا جاتا۔ اور دنیا میں ایک چیز جو نیست تھی ہست

یعنی پیدا ہو گئی۔ تو پھر آپ نیستی سے ہستی کے قائل ہو گئے۔ جھگڑا ہی نہ رہا۔ یہی ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمارا خدا نیستی سے ہستی کرتا ہے۔ رہا سائنس کا سوال کہ وہ ان کو ناقابل تقیم لافانی بتاتی ہے۔ یہ بات کوئی حجت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک وقت تھا۔ جب سائنس دھاتوں کو پگھلانا نہیں جانتی تھی۔ اس وقت اگر کوئی یہ کہتا۔ کہ یہاں کیوں دھاتیں پگھلا کر اوزار بنائے یا ایجادوں کے خطوط کیوں پڑے ہو۔ یہ تو کبھی پگھلائی ہی نہیں جاسکتی حالانکہ اس کے بعد دھاتوں کے پگھلانے کے طریق دریافت ہو گئے۔ اگر اس وقت اس شخص کا توں دھاتوں کے نہ پگھلائے جاتے پر قطعی فیصلہ ہو سکتا تھا۔ تو آپ کا یہ قول بھی فیصلہ کن ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی سائنسدانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے انووں کو فنا کرنے کے تمام ذرائع کو جن کے باہر اب کوئی اور ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ استعمال کر کے دیکھ لیا ہے۔ کہ آؤ تقیم نہیں ہوتے۔ تو آپ کا قول کچھ وزنی ہو جاتا۔ لیکن سائنسدانوں کا ایسا دعویٰ نہیں۔ اگر وہ اب تک ان کو تقیم کرنے کے قابل نہیں ہوئے۔ تو آئندہ کے لئے حجت نہیں۔ جیسا کہ دھاتوں کی مثال میں نے دی ہے۔ دیکھئے ایک زمانہ تھا۔ کہ جب لوگ خیال کرتے تھے۔ بلکہ لکھا ہوا فیصلہ موجود ہے۔ کہ پانی مفرد ہے۔ لیکن اب سائنس نے ثابت کر دیا۔ کہ پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن دو گیسوں سے مرکب ہے۔ مفرد نہیں۔ پرانا سائنسدانوں کا تجربہ اور فیصلہ غلط ہو گیا۔ اسی طرح آپ کے انووں کے متعلق فرمانا۔ کہ مفرد ہیں۔ قابل تسلیم نہیں۔ سائنس تقیم نہیں کر سکا۔ یہ بات قابل تسلیم نہیں۔ اور کوئی حجت نہیں ہو سکتی۔ رلوٹ۔ سائنسدانوں نے مادے کی ہستی کو ہی اٹا دیا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ *The Matter Collection of powers*۔ مادہ طاقتوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ دیکھو سر جیکل

واعیان مباہلہ کے حامی

بھیروی شیعہ کا جواب

(پیش)

اے آنکھ سوئے من بد دیدی بعد تیر
از باغباں بترس کہ من شاخ مشرم

ہم چاہتے تھے کہ مباہلہ کے متعلق تفصیلی
بحث کریں۔ مگر اخبار مباہلہ کے نازہ پرچہ نے
ہماری توجہ ایک دوسری طرف مبذول کر دی ہے۔
ایک شخص سید تصدق حسین بھیروی شیعہ نے ماہ
جنوری کے پرچہ میں ایک کھلی چٹھی شائع کرائی تھی۔

جس پر میں نے ان کو ایک خط لکھا۔ اور ایڈیٹر مباہلہ
سے چند مطالبات کے ضمن میں ان کے سامنے تحقیقات
کا راستہ پیش کیا تھا۔ آپ نے مدتوں اس خط کا
باد جو یاد دہانی کرانے کے کوئی جواب نہ دیا۔ ہاں
اب جون کے پرچہ میں ایک مضمون لکھا ہے جس
میں شیعیت کا نقش ثانی پیدا کیا گیا ہے۔ ہم پہلے وہ
اپنا اصل خط بعینہ درج کرتے ہیں۔ وہ ہوندا۔

مکرم جناب
شاہ صاحب
السلام علیکم
نقل خط اسی سید تصدق حسین
صاحب بی۔ اے

الفضل کے ذریعہ آپ سے غائبانہ واقفیت
ہے۔ اور میں ان مضامین کی بنا پر ہی آپ کی
سنجیدگی کا قائل ہوں۔ مگر میری حیرت کی کوئی
انتہا نہ رہی۔ جبکہ میں نے اخبار مباہلہ "مجرید
یکم فروری ۱۹۲۹ء میں آپ کی طرف سے ایک
"کھلی چٹھی" پڑھی۔ میں نے وہ پرچہ سفر کی حالت
میں پڑھا تھا۔ اس وقت سے ہی میرا ارادہ
تھا کہ آپ کو خط لکھوں۔ مگر بعض سفروں کی وجہ
سے یہ ارادہ معرض توقف میں رہا۔

آپ نے اپنی چٹھی میں سیدنا حضرت خلیفۃ
المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے استفسار فرمایا ہے
کیا یہ باتیں غلط ہیں؟ سو اس کے متعلق مدت

ایڈیٹریکل پوز آف الیکٹر سٹی۔ پس مادہ طاقتوں
کے مجموعہ سے بنتا ہے۔ اور طاقت کو مادہ نہیں
کہا جاسکتا۔

پس ثابت ہوا کہ مادہ محدود مرکب اور قابل
تقسیم ہوا۔ جب قابل تقسیم ہوا۔ تو محدود اور مرکب
ہوا۔ محدود اور مرکب پھر ازلی نہیں ہو سکتی۔
ستیا رتھ صاحب

اس سے نتیجہ نکلا۔ کہ مادہ اور روح ازلی نہیں
اور روح اور مادہ محدود ہیں۔ اور روح مادہ
سے پیدا ہوتی ہے۔ جب مادہ ہی نیست سے
ہست ہوا۔ تو روح بھی حادث ثابت ہو گئی۔
یہ تو ہے عقلی بحث۔

ڈاکٹر صاحب :- فرمائیے کہ سائنس کی یہ بات
کہ انہی تقسیم نہیں ہوتے۔ کوئی قطعی فیصلہ نہیں۔ عیا
کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ ایسی کئی باتیں غلط
فرض کر لی گئی ہیں۔

نئے۔ جیڑی میں یہ پڑھایا جاتا ہے کہ نقطہ
کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور آگے جا کر پڑھا یا
جاتا ہے کہ خط وہ ہے۔ جو نقطوں سے مل کر
بنے۔ جب نقطہ کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ تو ان سے
خط کا بنا کیسے درست ہے۔ جب کہ نقطہ میں طول و
عرض کچھ بھی نہیں ہوتا اور خط میں ہوتا ہے۔ عقل
اس بات کو غلط مانتی ہے۔ پس اسی طرح یہ کہنا
کہ انہی تقسیم پذیر نہیں۔ کیونکہ ان میں طول عرض نہیں
یہ بات غلط ہے۔ انوں میں طول عرض نہیں۔ تو
ان سے پیدا ہونے والی چیزوں میں طول عرض
کہاں سے آجائیگا۔ پس ان قابل تقسیم ہیں۔ (باقی در)

یاد رہی
کہ ایڈیٹر مباہلہ نے اپنے مضمون میں سیدنا حضرت خلیفۃ
المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے استفسار فرمایا ہے
کیا یہ باتیں غلط ہیں؟ سو اس کے متعلق مدت

سے افضل میں اعلان کیا گیا۔ کہ یہ سراسر الزام
ہیں۔ جیسا کہ اور بہت سے صحابہ پر الزام لگائے
گئے۔ اس بارہ میں میں آپ کی توجہ سورہ نور
رکوع دوم کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں۔
آپ بغور اس رکوع کا مطالعہ فرمائیں۔ اور پھر جس
نتیجہ پر پہنچیں اس سے آگاہ فرمائیں۔ تا اہرام اور
تفہیم سے غلط فہمی دور ہو۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب انک کے
متعلق فرمایا ہے۔ ولا جوار علیہ بار بظہ شہداء
فاذا لم یاتوا بالسندھن اذ فاولدھ عند اللہ
هم الکاذبون۔ کہ وہ اس بہتان کے چار گواہ لائیں۔
اور اگر وہ نہ لائیں۔ (تو کیا مباہلہ کریں۔ نہیں بلکہ وہ تو خدا
کی شریعت کے مطابق کاذب ہونگے۔ گویا اس قسم
کے الزام کے لئے چار گواہوں کا وجود ضروری ہے
اور اگر گواہ نہ ہوں۔ تو قرآن مجید الزام لگانے والوں
کو کاذب قرار دیتا ہے۔ اور سننے والوں کو کہتا ہے
کہ تم کہو۔ سبحانک هذا بہتان عظیم۔ یہ تو کھلا
بہتان ہے۔ اب آپ باسانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ
کیا قرآن کریم کا یہ جلی اور غیر مبہم حکم آپ کے لئے
کافی نہیں؟

آج تک کئی بنی اور بزرگ مرد اور عورتیں اس
اندھی دنیا کے ہاتھوں اس الزام میں دھرے
جا چکے ہیں۔ مگر یہی دستور رہا ہے۔ کہ گواہ طلب
کئے جاویں۔ ورنہ الزام لگانے والوں کو حد قذف
لگائی جاوے۔

ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
جس تحریر میں مباہلہ کی اجازت عطا فرمائی ہے۔
اس میں اس ذات کو مباہلہ کا اختیار دیا گیا ہے۔
جس پر الزام لگایا گیا ہو۔ یعنی اگر وہ چاہے تو الزام
لگانے والوں کو مباہلہ کے لئے بلا سکتا ہے۔ اور
یہ بات ہر شخص اپنی عزت۔ پوزیشن اور حیثیت
کے لحاظ سے کرے گا۔ اور الزام لگانے والوں کی
اہمیت کو دیکھ کر کرے گا۔ اور اس کے لئے موقع
ہوا کرتا ہے۔

فاروق کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فیصلہ جریڈنگ
(پیش)

سبر خیال ہے۔ کہ آپ اس بات پر میرے ساتھ اتفاق کرینگے۔ کہ خلیفہ وقت کے لئے ہر کس و ناکس سے مباہلہ کرنا ایک معجزہ انگیز بات ہوگی حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ ہر ذی حیثیت گروہ کو اپنی خلافت۔ صداقت اسلام پر مباہلہ کے لئے دعوت دے چکے ہیں۔ مگر کسی کو آج تک میدان میں آنے کی ہرأت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوگی انشاء اللہ۔ ہتھیار دشمنوں نے محمد زابد وغیرہ بچوں کو آگے کیے اور مباہلہ کی اہمیت کو کمزور کر کے اپنا پہلو بچانے کی کوشش کی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مباہلہ کی اجازت اس شخص سے دی ہے۔ جو اپنی تہمت کی بنیاد دوست اور یقین پر رکھتا ہو۔ اور مستری اصحاب نے جیسا کہ عدالت بٹالہ میں اپنے بیان میں کہا ہے۔ محض شبہات کی بنا پر یہ شاخسانہ کھڑا کر رکھا ہے۔

مختصر یہ کہ عام مسلمان کے لئے تو سورہ نور سے کافی نور مل سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ حق کا متلاشی ہو۔ اور ایک احمدی کے لئے جو حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ یا مامور اور مسیح و ہمدی مانتا ہو اتنا ہی کافی ہے۔ کہ اگر نعوذ باللہ اس پاک جماعت کا خلیفہ ہونے کا مدعی اس ناپاک حرکت کا مرتکب ہوتا۔ (نعوذ باللہ من ذلک) تو وہ ہرگز خلیفہ نہ رہ سکتا۔ اور خدا سے غیور کا زبردست ہاتھ اپنے پاک سا کی حمایت میں اٹھتا اور وہ تباہ برباد کر دیا جاتا کیا وہ مباہلہ سے گریز کر کے خدا کے ہمارے نظر سے مخفی ہو سکتا ہے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جبکہ احمدیت سچا مذہب ہے۔ اس بڑے مقصد پر غاصبانہ اور ناجائز قبضہ کرنے والا اور پھر رضا کش بدین ان ناپاک کاموں کا مرتکب سزا کا مستوجب نہیں ہوگا؟ ضرور ہوگا۔ آپ برائے خدا غور فرمائیں۔ کیا کسی طور سے بھی یہ ہتھان درخور اعتناء ہے۔

نوٹ ۱۔ میں یہ خط ذاتی طور پر آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں۔ امید ہے۔ کہ آپ بہت جلد اپنے خیالات سے مطلع فرما دیں گے۔ اور ساتھ والا رقعہ اور اس کے مندرجہ سوالات کا جواب ایڈیٹر مباہلہ کی اپنی قلم سے لیکر ارسال فرما دینگے۔ تا آپ پر حقیقت منکشف ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور راہ حق کی ہدایت فرماوے۔ والسلام۔ نوٹ ۲۔ اگر آپ کو تحقیق منظور ہو۔ جیسا کہ مجھے آپ سے توقع ہے۔ تو آپ مرسلہ سوالات اپنے نام سے ارسال کر کے جواب حاصل کریں۔ بصورت دیگر شاید وہ جواب بھی نہ دیں۔ جیسا کہ میرا تجربہ ہے۔ باقی آپ کی مرضی ہے مع بر رسولان بلاغ باشد و بس

سوالات از ایڈیٹر مباہلہ قادیان

(۱) آپ کو خلیفہ قادیان کے متعلق پہلے پہل کس سال اور کیا اشتباہ ہوا؟ (۲) مجلس دہلیان مباہلہ میں کتنے عاقل بالغ شامل ہیں۔ اور ان کے اسماء بمع سکونت کیا کیا ہیں۔ (۳) خلیفہ قادیان کے خلاف آپ کیا الزام لگاتے ہیں۔ بالتفصیل لکھیں اور اس کی بناء بھی تحریر کریں (۴) کیا آپ کے پاس اس الزام کے لئے کوئی گواہ بھی ہے؟ (۵) کیا آپ کے پاس روایت کا ثبوت یا قطعی یقین کی وجہ ہے؟ (۶) کیا آپ نے عدالت بٹالہ میں خلیفہ قادیان کے کیرکٹر کے خلاف شبہ کا اظہار کیا تھا۔ یا یقین کا؟ (۷) کیا آپ ابھی تک مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اور ان کی تحریروں کو حجت جانتے ہیں (۸) کیا آج تک کبھی اسلام میں یا احمدی سلسلہ میں اس قسم کے الزام پر مباہلہ ہوا یا مباہلہ کی دعوت دی گئی۔ (۹) کیا آپ اپنے اعلیٰ کیرکٹر کا اعلان کر سکتے ہیں؟ (۱۰) خلیفہ قادیان سے خلافت کے متعلق آپ یا اہل لاہور کیوں مباہلہ نہیں کرتے؟ ثلاث عشرہ کاملہ +

اس واضح ترین خط کا یہ معقول جواب ہونا چاہیے تھا۔ وہ ناظرین خود خیال فرما سکتے ہیں۔ مگر آپ نے جو گہرا نشانی فرمائی ہے۔ ہم اسے قولہ اور اقول کے طرز میں درج ذیل کرتے ہیں:-

قولہ:- تو اطمینان اور زنا جیسے جرائم کے لئے یہ کب ممکن ہے۔ کہ ہر صورت میں چشم دید گواہ ہی مل سکیں۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ اسلام نے مفرد شدید احکام کو ضروری سمجھا۔ کیونکہ زانی و لوطی کی وراثت کا بہت اہم سوال مد نظر تھا۔

اقول:- گویا جن شدید احکام کو اسلام نے ضروری سمجھا تھا۔ آپ ان کو نہ صرف بغیر ضروری بتاتے ہیں۔ بلکہ ناممکن قرار دیتے ہیں۔ احکام اسلام کی عزت ہو تو ایسی ہی ہو۔ اگر چشم دید گواہ نہیں مل سکتے۔ تو اسلام نے ایک ناممکن الوقوع امر کی کیوں قید لگائی ہے؟ دراصل اعتراض قرآن مجید اور خدا کے پاک پر ہے۔ زنا وغیرہ پر وراثت کا اہم سوال شاید شیعہ روایات کا نتیجہ ہے۔ ورنہ قرآن مجید نے تو انسانی عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر شدید احکام دیئے ہیں۔ اور گواہ نہ لانے والے کو کاذب قرار دیا ہے۔ ہم خدا کی بات مانیں یا آپ کی اتباع کریں۔ اگر چار گواہوں کے علاوہ بھی اتہام لگانے والے کے واسطے کوئی دوسرا ذریعہ ہوتا۔ تو قرآن پاک کے یہ الفاظ بالکل بے معنی ہو جاتے۔ کہ:- فاذا لم یأتوا بالشہداء فاولئک عند اللہ ہم الکاذبون۔ اگر یہ لوگ گواہ نہ لاسکیں۔ تو ان کو شریعت الہی کے رو سے جھوٹا سمجھا جاوے۔ نیز یہ کہ ایسے لوگوں کو ایسی درے لگائے جاویں۔ اور ان کی کبھی گواہی تسلیم نہ کی جاوے۔ جناب من! اگر کوئی اور ذریعہ ہوتا۔ تو قصہ انک میں جس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ وہ استحال ہوتا نہ کہ بقول آپ کے حضرت صدیقہ فرماتیں:-

”مجھے سوائے رونے کے کچھ کام نہ تھا۔ کھانا پینا ترک ہو گیا“

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بریت کے لئے مباہلہ کا ارشاد نہ فرمایا۔ اور نہ مباہلہ کیا گیا۔ بلکہ

اس نے اپنی وحی متلو کے ذریعہ سے اس معصومہ کی بریت ظاہر فرمائی۔ ٹھیک اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے محمود کی بریت کے لئے پاکدل لوگوں کو ابھام کر رہا ہے۔ اور جو کان خدا کی آواز کے سننے سے محروم ہیں۔ وہ اس کے جلالی نشان سے عنقریب دیدہ عبرت واکر شینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کا حامی ہے۔ مگر وہ حلیم ہے۔ دیکھو اس نے انبیاء کے بدترین معاندین کو ساہمہ سال تک ان معصوموں کی دل آزاری کرنے کا موقعہ دیا مگر آخر پکڑا اور سخت پکڑا۔ تھرا خذ تھم فکیف کمان عقاب؟

قولہ: ”وہم انبیاء سبیلہ“ نے اپنی تحریر سے یہ بات ثابت کر دی ہے۔ کہ اب معاملہ صرف شک و شبہ کا نہیں رہا۔ بلکہ ضرورہ ال میں کچھ کالا کالا ہے۔ کہ آج تک خلیفہ صاحب ان کے چیلنج کا جواب نہیں دیتے۔“

اقول۔ گویا حضرت اقدس کے جواب نہ دینے سے ان کا شک دور ہو گیا۔ دراصل میں ان کو شک و شبہ ہی تھا۔ جیسا کہ خود ان ستریوں نے عدالت میں اپنے بیان میں صرف شبہ کا اظہار کیا ہے۔ باقی رہا جواب نہ دینے کا معاملہ۔ سو جواب تو بارہا دیا گیا۔ حضرت نے خود پرائیویٹ خطوط کے ذریعہ سے ان کو جواب دیا۔ چونکہ ہم اس قسم کے الزام پر مباہلہ کو شرعی طور پر نتیجہ خیز نہیں سمجھتے، اس لئے مجبور ہیں۔ وہ آؤ احمدیت۔ خلافت برحقہ پر مباہلہ کر لو۔ اور اپنے سب اعیان کو باغض لے آؤ۔ کیا یہ لطیف بات نہیں کہ جب ان ستریوں نے دعوت مباہلہ دی۔ تب تو ان کو شک ہی تھا۔ اب اس وقت اگر ان سے مباہلہ کیا جاتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے حوالہ جواز مباہلہ کے بھی خلاف ہوتا۔ لیکن اگر نہ کیا جاتا مہیا کہ نہ کیا گیا۔ تو وہ شرارت میں اور بھی بڑھ رہے ہیں۔ اور بعض عقلمندوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ لیکن سیدہ تصدق حسین تاحال لکھتے ہیں:-

”تسلیم کرتا ہوں۔ کہ خلیفہ قادیان فی الحقیقت

۱۔ اس قدر مشکوک گیر کٹر کا انسان نہیں ہو گا۔ قولہ: ”اگر آپ کو دعویٰ ہے۔ کہ موجودہ خلافت آنت اختلاف کے معیار کے مطابق ہے۔ تو اس بات کو بھی یاد رکھو۔ کہ اسلام اور ایمان کے بعد عمل صالحات کی بھی لازمی شرط لگادی گئی ہے۔ اگر قرآنی معیار خلافت کو ترک کر دو۔ تو پھر اللہ کوئی اعتراض خلیفہ قادیان پر نہیں آسکتا۔“

اقول۔ بے شک عمل صالحات کی شرط ہے اور ضرور ہے۔ اور ہم اس خلافت کو آیت اختلاف کے معیار کے مطابق ہی مانتے ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ عمل صالحات کا معیار کیا ہے۔ کیا لاکھوں انسانوں کی پاکیزہ جماعت میں سے اڑھائی آدمی جو اپنے افعال شنیعہ اور چالبازیوں کے باعث اس جماعت سے دھتکار دیئے جائیں۔ ان کا قول عمل صالحات کا معیار ہوتا ہے؟ اگر یہی درست ہے۔ تو پھر اعیانہ باللہ کسی نبی کو بھی معصوم نہیں قرار دیا جاسکتا۔ آج تک معصوموں کے تاج سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منافقین کی زہرہ گداز روایات نقل ہو رہی ہیں۔ جن کی بناء پر ناپاک لوگ رنگیلا رسولؐ جیسی گندی کتابیں شائع کرتے ہیں۔ آئیے میں آپ کو بتاؤں۔ کہ عمل صالحات کی پرکھ کا کونسا معیار ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”وَلْيَكُنْ لَهُمُ الدِّينُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُم مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا“ (سورہ نور) کہ میں ان نیک کردار خلفاء کے دین کو مستحکم کر دوں گا اور ان کی بات اور ان کے عقائد چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم ہوں گے۔ ان پر خوف آئیں گے۔ شریعہ اور مفسد فتنہ پر دازی شروع کریں گے۔ مگر آسمانوں اور زمینوں کا خدا ان برگزیدوں کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔“

یہ معیار ہے۔ اور میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ اگر آپ غدارہ کو آج نہیں دیکھ رہے۔ تو مستقبل قریب میں ضرور دیکھ لیں گے۔ اور یہ بات ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے درمیان

فیصلہ کن ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ نوٹ:- میں نے صاحب موصوف کی بدھندپی اور دوران کار باتوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دوسرے لوگوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔ میرے نزدیک انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ محض جھوٹی تحریریں شائع کرنا مباہلہ کے لئے آسان ہے۔ کیونکہ ان کو یقین ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ہم جیسے رذیلوں کے مقابلہ پر کہاں کھڑے ہونگے۔ اور عدالت میں وہ کب جائیں گے۔ پس چند دنوں تک تو ہم معاندین احمدیت کی نظروں میں شہرہ آفاق ہو جائیں گے۔ مگر ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ آسمانی عدالت بھی موجود ہے۔ جو جلد ہی ان کے تار و پود کو بکھر کر رکھ دیگی۔ انشاء اللہ (رضا کسار اللہ داتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان)

آکا ظفر علی خان کو کھلا چیلنج

(بڑا)

ہر شخص اپنی قلبی حقیقت کا بہترین اظہار تحریر و تقریر سے ہی کر سکتا ہے۔ دل چیر کر اسکی ماہیت کا اظہار کرنا یہ انسانی طاقت اور اس کے احاطہ اختیار سے باہر ہے۔

۲۔ جون کے جلسوں کے انعقاد کی غرض و غایت کو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ابتدا ہی میں متعدد بار بالنتصریح فرما دیا تھا۔ کہ اس سے غرض آنحضرتؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور مطہر زندگی کو پیش کر کے حضور کی شان و شوکت کو دنیا میں ظاہر کرنا ہے نیز برادران وطن کے اس زہریلے اثر کو دور کرنا ہے۔ جس نے کہ ہزاروں فرزندان توحید کے قلوب کو مجروح کیا۔ اور بعض نادانوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرایا۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ اخبار زمیندار لاہور یا اس قماش کے بعض دوسرے لوگوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مختلف چہرہ خبریں

بہٹی کے ایک شخص گورو راؤ موتی لال نہرو پر کرنشن پرکاش نے وہاں کے عجیب مقدمہ ایک سب جج کی عدالت میں پنڈت موتی لال نہرو کے خلاف ایک نہایت دلچسپ مقدمہ دائر کیا ہے۔ جس میں بنائے دعویٰ پر اثبوت نہیں، بلکہ پنڈت جی کی حیثیت عامہ سے نفقہ رکھتی ہے۔ اس مقدمے میں ان برکات کے خلاف شکایت کی گئی ہے۔ جو پنڈت جی نے صدر کانگرس اور صدر آل پارٹیز کانفرنس کی حیثیت سے کی ہیں۔ اور مدعی نے عدالت سے فریاد کی ہے کہ اس شخص (یعنی پنڈت نہرو) سے میری حفاظت کی جائے۔

دعویٰ یہ لکھا ہے، کہ پنڈت موتی لال نہرو نے ۱۹۲۹ء کے ختم ہونے پر سنیہا گرہ کرنے یا کوئی شدید تر تحریک جاری کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ میرے نزدیک یہ فیصلہ غلط ہے۔ لیکن چونکہ افراد ملک میں سے ایک فرد ہوں۔ اس لئے مجھے سیاسی رہنماؤں کی سرگرمیوں کے نتائج کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اب اگر میں یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو مدعا علیہ (یعنی پنڈت نہرو) کے ساتھ شریک ہو کر سنیہا گرہ میں حصہ لوں تو قید ہو جاؤں یا سرکاری مشین گنز کا نشانہ بن جاؤں۔ اور اگر اس تحریک سے علیحدہ اور بہت دور رہوں، تو مجھے مجلسی مقاطعہ، بے عزتی اور شور و شغب کی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ عرض میری جان عجب مصیبت میں پڑی ہے۔ اور پنڈت موتی لال نہرو ہی اس پریشانی کا باعث ہے۔

مدعا علیہ ایک طرف تو ہندوستان کے لئے برطانوی نوآبادیوں کی سی حکومت کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اور دوسری طرف ہندوستانی ریاستوں کی جڑ پر کھڑا اور رکھے ہوئے ہے۔ جو حکومت برطانیہ سے از روئے معاہدات وابستہ ہیں۔ اور ان کی خلاف ورزی نہیں

کر سکتیں۔ میں بے انتہا نادم ہوں۔ کہ اگر مدعا علیہ نے اپنے الٹی میٹم پر عمل شروع کر دیا۔ تو میری سلامتی بالکل قوی رضا کاروں یا سرکاری سپاہیوں ہی کے رحم پر موقوف رہ جائیگی۔

مدعا علیہ اپنی غلط بیانی اور عدم تدبیر کی وجہ سے اس قابل نہیں رہا۔ کہ عوام اس کی بات مانیں اور وفاداری و جانشاری سے اس کی تقلید کریں۔ مدعا علیہ نے جو نہرو رپورٹ مرتب کی ہے۔ اسے ان حقائق سے کوئی واسطہ نہیں جن سے ہندوستان کی سیاسی زندگی کو جنم ملا ہے۔

مدعا علیہ نے فرقہ دار مسائل کا جو حل تجویز کیا ہے۔ وہ بھی بالکل ناکام رہا ہے۔ مدعا علیہ کی بعض باتیں بالکل خلاف اصول ہیں۔ مثلاً ایک طرف تو وہ یہ تسلیم کرتا ہے، کہ حکومت برطانیہ نے والیان ریاست کے جذبات کو ہمیشہ محروم کیا ہے۔ اور دوسری طرف خود والیان ریاست کے خلاف تشدد کا رویہ اختیار کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ مدعا علیہ یونیورسٹی کی ڈگریوں اور قانونی شعبہ میں اپنی کامیابیوں کے نشے میں سرشار ہو کر عوام کی رائے کا کھلا گھونٹنا ہے۔

آخر میں لکھا ہے۔ کہ مدعا علیہ کی ان تمام سرگرمیوں کو روکا جائے۔ اور مجھے شاہی قوانین کے رو سے جو حقوق حاصل ہیں۔ ان کو تباہ کرنے اور میرے مجلسی وقار کو نقصان پہنچانے سے مدعا علیہ کو منع کیا جائے۔

مقدمہ کی سماعت کی تاریخ ۱۴ جون مقرر ہے۔ چونکہ مقدمہ زیر سماعت ہے۔ اس لئے ہم اس پر کسی قسم کی رائے زنی نہیں کر سکتے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱)

کے اس قابل مبارک و مخلصانہ غرض کو اصل حقیقت پر مبنی نہ خیالی کرتے ہوئے نہ صرف وہ اس کی مخالفت پر ہی مکر رہتے ہو گئے۔ بلکہ اس مبارک تحریک سے مسلمانوں کو مجتنب رکھنے کے لئے انتہائی

مکرو فریب و افترا پردازی سے کام لیا۔ کبھی ان کو مخالطہ دینے کے لئے ۲۰ جون کے جلسوں کی غرض غایت مسلمانوں سے چندہ بٹورنا لکھا۔ کبھی تبلیغ احمدیت کا ڈھنگ بتایا۔ کبھی کہا کہ ۲۰ جون کو شاہ جراح پنجم کی سالگہ منائی جائیگی۔ الغرض جس قدر کذب بیانی و افترا پردازی ہو سکی۔ وہ انہوں نے کی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت نے جوش مارا۔ ان معاندین کی اشد ترین مخالفت و بہتان طرازی کے باوجود سیرت نبوی پر ۲۰ جون کو ہندوستان کے تمام طول و عرض میں نہایت تیز و احتشام کے ساتھ جلسے منعقد ہوئے۔ ان جلسوں کو کامیاب و بارونق بنانے میں ہر مذہب و ملت کے انصاف پسند اصحاب نے جس جوش و تندی سے کام لیا۔ وہ ہر حالت میں لائق شکر و قابل ستائش ہیں۔

اب زمیندار لاہور اور اس کے دوسرے ہنجیال لوگوں کو ہمارا کھلا چیلنج ہے۔ کہ وہ اگر ان الزامات میں حق بجانب ہے۔ جو اس نے دو جون کے جلسوں کی غرض و غایت میں بیان کئے ہیں۔ تو وہ ان جلسوں کی رپورٹوں میں سے ثابت کرے یا ان جلسوں میں کسی شامل ہونے والے سے ہی از روئے ایمان و دیانتداری ثابت کر دے کہ زمیندار کا یہ بیان بلحاظ واقعات صحیح ثابت ہو۔ اگر وہ ثابت نہ کر سکے۔ اور ہرگز ثابت نہ کر سکے گا۔ تو پھر زمیندار کو ہمارا یہ درد مندانه و مخلصانہ مشورہ ہے۔ کہ آئندہ وہ ایسی نیکیاں مبارک ٹھیکوں کی بلا وجہ مخالفت کرنی چھوڑے جو محض مسلمانوں کے لئے نیکیاں ہیں و خیر خواہی پر مبنی ہوں اور اس خدائے غفور لازوال ہستی کے غضب سے ڈریں جن کے سامنے کوئی انسانی مکرو فریب کار گر نہیں ہو سکتا۔ اور یاد رکھئے۔ کہ اس کی غیرت کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ کوئی شخص اس کے ہندوؤں میں سے اس کے حبیب پاک کے ذکر خیر سے اس بیباکی سے روکے۔ گو اس کی گرفت آہستہ ہوتی ہے۔ مگر حبیب وہ مجرموں کو پکارتا ہے۔ تو پھر ان کو کیفر کردار تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اگر ستار و غفار ہے۔ تو وہ جبار و قہار بھی ہے۔ پس ہمارا یہ زمیندار کو محض نیکیاں یعنی و خیر خواہی سے مشورہ ہے۔ چاہے قبول

رضاء الاسلام پریس قادیان میں شائع ہوا ہے۔

(الراحم خاں محمد علی نائب مرکزی تبلیغ جانشین احمدیہ لاہور)